رسول اللہ ﷺ کا خواتین سے حسنِ سلوک

شاہدہ پروین*
سعدیہ گلزار**

حسن سلوک سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوقات سے عمدہ برتاؤ کرنا ہے۔ حسن کا مادہ ح۔س۔ن سے ہے۔ماہرین لغات حسن کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔حَسُنَ وحَسَنَ خوبصورت ہونا، لطف و مہربانی سے پیش آنا اور خوش معاملگی سے پیش آنا۔(۱) حسن کی لغوی تشریح امام راغب اصفہانیؒ یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر خوش کن اور پسندیدہ چیز کو حسن کہا جاتا ہے۔ اس کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔۱) وہ چیز جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ ۲) وہ جو خواہش نفسانی کی رُو سے پسندیدہ ہو۔(۳) صرف نگاہ کے لیے بھی بھلی معلوم ہو۔(۲)

حسن سلوک کی جہات:

۱)اللہ کی مخلوق سے عمدہ سلوک کرنا:

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِه شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا(۳)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

۲)نرم خوئی سے پیش آنا:

فَقُوْلَا لَه قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّه يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (۴)

اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔

۴) عزت نفس کا خیال رکھنا:

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا(۵)

اور ان سے معقول باتیں کہتے رہو۔

۵)خوش معاملگی سے پیش آنا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗءِ ذِي الْقُرْبٰى (۶)

اللہ تعالیٰ تم کو عدل اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔

۶) حقوق کا تحفظ کرنا:

اسلام نے معاشرے میں بسنے والے افراد کو معاشی، سیاسی، قانونی اور سماجی حقوق عطا کیے۔شارح قرآن نبی ﷺ نے معاشرے کے افراد کے حقوق کی ادائیگی عملی طور پر فرمائی۔ معاشرے کے کمزور طبقے عورت اور غلاموں کے حقوق مقرر کیے اور ان سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی۔ان کے ساتھ عمدہ برتاؤ پر دنیا اور آخرت میں اجر عظیم کی خوشخبری سنائی۔

نبی ﷺ ایسے وقت میں اس دنیا میں تشریف لائے جب انسانیت کی حالت دگرگوں تھی۔ بنی نوع انسان کی پیاس

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
** اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

اپنے ہم جنس کے خون سے بجھتی تھی۔خواتین کی حالت تو اس قدر خراب تھی کہ زندہ دفن ہونے والی بیٹی کی آہ باپ کے کانوں تک نہ پہنچ پاتی تھی اور وہ مالِ بکاؤ کی طرح خریدی اور بیچی جاتی تھی۔جہانِ نسواں میں ہر طرف شبِ ظلمت کا بسیرا تھا، جوئے میں بھیڑ بکریوں کی طرح عورتوں کو ہارا جاتا تھا۔اس وقت کی دنیا کے مقتدر ایوانوں میں یہ بحث جاری تھی کہ عورت میں روح بھی موجود ہے یا نہیں؟اسی منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"جاہلی معاشرہ میں عورت کے ساتھ ظلم اور بدسلوکی عام طور پر روا رکھی جاتی تھی اس کے حقوق پامال کیے جاتے،اس کا مال مرد اپنا مال سمجھتے،وہ ترکہ اور میراث میں کچھ حصہ نہ پاتی شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اس کو اجازت نہ تھی کہ وہ اپنی پسند سے دوسرا نکاح کرسکے۔دوسرے سامان اور حیوانات کی طرح وہ بھی وراثت میں منتقل ہوتی رہتی تھی۔مرد تو اپنا پورا پورا حق وصول کرتا لیکن عورت اپنے حق سے مستفید نہیں ہوسکتی تھی۔کھانے میں بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو مردوں کے لیے خاص تھیں اور عورتیں ان سے محروم تھیں۔"(۷)

نبی ﷺ نے عورت کو بطور ماں خصوصی مقام عطا کیا اور باپ کی نسبت تین درجے اس کی خدمت کا حکم دیا۔ بطور بیٹی جنت کی ضمانت قرار دیا اور بطور بیوی نیک عورت کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو بحیثیت ماں سب سے زیادہ حسنِ سلوک کا مستحق قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ، عرض کیا پھر کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کی پھر کون ہے؟آپ ﷺ نے پھر فرمایا تمہاری والدہ، عرض کی پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا والد۔(۸) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ان بیٹیوں کے کسی معاملہ کی ذمہ داری لی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔(۹) نبی ﷺ نے ازواج مطہرات کے متعلق فرمایا: تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے بیویاں اور خوشبو پسندیدہ ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔(۱۰) عورتوں کے معاشرتی تحفظ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: (اِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (عورتیں مردوں کی بہنیں ہیں یا بالکل انہی کی طرح ہیں۔)) (۱۱)

عورت کی مظلومی و بے بسی کے خلاف بلند ہونے والی آواز نبی مہرباں ﷺ کی تھی۔ جنہوں نے اسلامی تعلیمات کی بدولت عورت کو اس قعرِ مذلت سے اٹھایا اور مساواتِ انسانی کا خوبصورت درس دیتے ہوئے اسے مضبوط مرد کے برابر لا کھڑا کیا۔ وہ عورت جسے فساد کی جڑ اور برائی کا پیشِ خیمہ سمجھا جاتا تھا، جس کے اندر روح کی موجودگی کی تحقیق کے لیے کانفرنسز منعقد کی جاتی تھیں۔ لیکن نبی ﷺ نے قرآن کی زبان میں اسے اسی شرف کی سند عطا کردی جو مرد کو ملی تھی فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا(۱۲)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کررہا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں

اس آیت نے عورتوں کی کمتری اور حقارت سے متعلق ان تمام تصورات کا خاتمہ کر دیا جو قدیم مذاہب اور تہذیبوں میں پائے جاتے تھے۔ اسلام کا اعلان یہ ہے کہ عورت کوئی حقیر و نجس وجود نہیں ہے۔ وہ کوئی لا یعقل اور بے مقصد ہستی نہیں ہے۔ وہ شیطان کی ایجنٹ یا گناہوں کی ٹھیکیدار بنا کے نہیں اتاری گئی ہے جیسا کہ بعض مذاہب نے بیان کیا ہے۔ بلکہ جس نفس واحدہ سے مرد وجود میں آیا ہے اسی سے عورت بھی وجود میں آئی ہے۔ اور جس طرح اسلامی معاشرے کا ایک اہم رکن مرد ہے اسی طرح دوسری اہم رکن عورت ہے۔ اس معاشرے کا وجود، اس کا بقاء اور اس کا تسلسل ان دونوں میں سے کسی ایک پر منحصر نہیں ہے۔ (۱۳)

ثریا بتول علوی مرد و عورت کی برابری یوں بیان کرتی ہیں:

"انسان ہونے میں مرد و عورت سب برابر ہیں یہاں مرد کے لیے اس کی مردانگی باعث شرف ہے نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعث عار ہے۔ یہاں انسان جو مرد و عورت دونوں پر مشتمل ہے وہ من حیث الانسان اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا ایک عظیم شاہکار ہے جو اپنی صوری خوبیوں اور معنوی خصوصیات کی بنا پر ساری کائنات کی محترم اور بزرگ ترین ہستی ہے۔" (۱۴)

اسلام نے مرد اور عورت میں بحیثیت انسان کوئی فرق روا نہیں رکھا اگر کوئی فرق تھا تو وہ ان کے اعمال اور تقویٰ پر منحصر تھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ(۱۵)

اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۶)

جس شخص نے بھی مومن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہوگا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔

اسوہ حسنہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی جہات

نبی ﷺ نے جہاں ظلم کی ہر نوع کا خاتمہ کیا، ان بھاری بیڑیوں کا قلع قمع کیا جن کو اٹھاتے اٹھاتے انسانیت کی کمر ٹوٹ چکی تھی اور وہ حسرت سے کسی نجات دہندہ کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے مرد و زن دونوں کے گلے سے بھاری طوق اتارے اور خصوصی احکام اس ناتواں وجود کے لیے جاری کیے جو نفرت و حقارت کا سامنا کرتے سسکتے سسکتے جی رہی تھی۔ اس کو معاشرے میں وہی مقام عطا کیا جو جنگیں جیتنے والے اور مال و دولت کے ڈھیر لانے والے کا تھا۔

ذیل میں نبی ﷺ کی خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی مختلف جہات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ خواتین کے حقِ زندگی کا تحفظ :

نبی مہربان ﷺ نے عورت کو حق زندگی عطا فرمایا۔ عرب معاشرے میں بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گو کر دیا جاتا۔ قرآن کریم اس بربریت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُه مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ -يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِه اَيُمْسِكُه عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّه فِي التُّرَابِ - اَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ(۱۷)

اور اس خبر بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ آیا ذلت برداشت کرکے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ خبر دار جو یہ فیصلہ کرتے ہیں وہ برا ہے۔

محمد ثناء اللہ عثمانی اس آیت قرآنی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

”علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ قبیلہ، مضر اور بنی خزاعہ اور بنی تمیم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ ایک تو ان کو ناداری کا اندیشہ ہوتا تھا، (کہ لڑکیاں تو صرف کھانے پہننے کی ہیں لوٹ مار کرکے کہیں سے کچھ لا نہیں سکتیں) دوسرا یہ کہ (ناداری کو دیکھ کر) غیر کفو کہیں ان سے نکاح کرنے کا لالچ نہ کرنے لگیں۔ عرب کے بعض لوگوں کا دستور تھا کہ جب لڑکی پیدا ہوتی اور وہ اس کو زندہ رکھنا چاہتا تو اس کو اون کا یا بالوں کا کرتہ پہنا کر جانور چرانے کی خدمت پر لگا دیتا تھا اور اگر اس کو قتل کر دینا چاہتا تو چھ سال کی عمر تک اس کو چھوڑے رکھتا جب وہ چھ سال کی ہو جاتی تو اس کی ماں سے کہتا اس کو بنا سنوار کر تیار کر دے پھر اس کو کہیں جنگل میں لے جاتا وہاں پہلے سے ایک گہرا گڑھا کھود کر تیار رکھتا جب لڑکی کو لے کر وہاں پہنچتا تو لڑکی سے کہتا دیکھ تو اس گڑھے میں کیا ہے؟ لڑکی دیکھنے کو جونہی جھکتی یہ سنگدل باپ پیچھے سے اس کو دھکا دے دیتا اور اوپر سے مٹی ڈال کر زندہ دفن کر دیتا اور گڑھے کو ہموار کر دیتا۔“ (۱۸)

اسلام نے نہ صرف اسے زندہ رہنے کا حق عطا فرمایا بلکہ اس کو جنت کی ضمانت قرار دیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے۔ میں اور وہ اس طرح جنت میں داخل ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی کلمہ اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۱۹)

۲۔ خواتین کا مذہبی اعتبار سے مقام و مرتبہ :

نبی ﷺ نے محض عورت اور مرد کی برابری کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ عملاً بھی کرکے دکھایا۔ جب غار حرا سے نورِ وحی کی حدت سے پریشان ہو کر ہانپتے کانپتے گھر پہنچے تو اس ابدی پیغام کی تصدیق کرنے والی معزز ہستی یہی پیاری خاتون تھیں ان کے اسلام لانے کا اعتبار کیا گیا کسی نے یہ صدا بلند نہیں کی کہ آپؓ تو ایک عورت ہی ہیں بلکہ نبی ﷺ نے بارہا ان کے اس شرف کا اعلان اپنی زبان مبارک سے کیا۔

مذہبی اعتبار سے مرد و عورت کے برابر مقام و مرتبہ کی حوالے سے ارشاد باری تعالی ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى - بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ(۲۰)

تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے کسی عمل کو ضائع کرنے والا نہیں ہوں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے ہی میں سے ہو۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت قرآنی کے شان نزول کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

ایک روز حضرت اُم سلمہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا بات ہے قرآن میں اللہ تعالی نے عورتوں

کی ہجرت کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب اہل ایمان عقل مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے وہ دعائیں مانگیں جن کا ذکر گزشتہ آیتوں میں ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول کرتے ہوئے ان کو منہ مانگی مرادیں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میں کسی عمل کرنے والے کا کوئی عمل ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کو پورا پورا بدلہ عطا فرماتا ہوں خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ پس عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا اجر و ثواب اسی طرح ملے گا جس طرح مردوں کو۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ اپنا وطن، اپنے اہل و عیال، اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب اور پڑوسیوں کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور ان کو مجھ پر ایمان لانے اور میرے کہنے پر چلنے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے میرے راستہ میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے تو میں ضرور ان لوگوں کے گناہوں کی پردہ پوشی کرکے ان کی مغفرت کر دوں گا۔ اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے یہ انعام ان کے اعمال کے بدلے میں ہے۔ اور کسی عمل کا بہترین بدلہ دینا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ (۲۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زندگی اور آخرت کی بہت سی دعاؤں کے فوری بعد قادر مطلق نے دو اصناف میں برابری کا اعلان فرمایا تا کہ کوئی ذہن اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ ان میں کوئی بحیثیت انسان برتر ہے۔ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"یہاں پر کوئی ادیب ہوتا، کوئی انشاپرداز ہوتا، کوئی مقنن ہوتا، کوئی ماہر نفسیات ہوتا، کوئی بڑا عورتوں کی آزادی کا حامی اور محرک ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں پر عورتوں کو فراموش کر دیتا، کیا موقع تھا کیا ذکر تھا ساری دعائیں مردوں کی تھیں اور سارے کاموں میں مرد ہی پیش پیش تھے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت دیکھئے وہ خالق ذکور واناث دونوں کا خالق ہے دونوں پر اس کی یکساں شفقت کی نظر ہے۔" (۲۲)

اسلام ہی وہ واحد مذہب جو دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے مرد و زن کی کامیابی کی یکساں معیار اور پیمانے طے کیے ہیں جو نیکی مرد کر سکتا ہے عورت کو بھی اس سعادت سے محروم نہیں کیا گیا اور اجر و ثواب دینے کا بھی ایک ہی پیمانہ رکھا گیا۔ جو اخلاقی خصائص مرد سے مطلوب ہیں انہی کا تقاضا صنفِ نازک سے بھی کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا(۲۳)

بیشک فرمانبردار مرد ہوں یا فرمانبردار عورتیں مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

حضرت اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) اور بعض دیگر صحابیات نے کہا کہ کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ مردوں سے ہی

خطاب فرماتا ہے عورتوں سے نہیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲۴) حافظ ابن کثیرؒ اس آیت قرآنی کا شان نزول کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

> ''علامہ بغوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیویوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کا ذکر تو اچھائی کے ساتھ کیا ہے، عورتوں کا ذکر اچھائی کے ساتھ نہیں، تو کیا ہمارے اندر کوئی قابل ذکر بھلائی نہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ اللہ ہماری اطاعت کو قبول نہیں کرتا۔ اس پر یہ آیت۔ ان المسلمین والمسلمین الخ نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ جب اپنے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں اور ان کے نبی ﷺ سے سوال کرنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' (۲۵)

خواتین کی سہولت اور دیگر ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے حج مبرور کو جہاد جیسی عبادت کا درجہ دیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد سب نیک اعمال سے بڑھ کر ہے تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تمھارے لیے) عمدہ جہاد حج مبرور) ہے۔ (۲۶)

۳۔ خواتین کا حقِ تعلیم وتربیت:

عورت اور مرد معاشرے کے اہم ستون ہیں اور معاشرے کی بقاء کیلئے دونوں کا کردار بہت اہم ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی کیلئے تعلیم لازمی ہے۔ اسلام نے عورت کو معاشرے میں عزت کا مقام دیا ہے اور عورتوں کی دینی ودنیاوی تعلیم کے حصول پر زور دیتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے لئے بھی اچھی تعلیم وتربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا کہ مردوں کے لیے۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ عورت کو کم تر درجہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے اس کی تعلیم وتربیت نظر انداز کردی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

> الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا، وَ يُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا، فَيَتَزَوَّجُهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. (۲۷)
>
> اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے خوب اچھی تعلیم دے اور اس کو خوب اچھے آداب مجلس سکھائے، پھر آزاد کرکے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لئے دوہرا اجر ہے۔

نبی ﷺ کا ہفتہ میں ایک دن صرف خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس دن خواتین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ سے مختلف قسم کے سوالات اور روزمرہ مسائل پوچھتیں۔ نمازِ عید کے بعد آپ ان سے الگ سے خطاب کرتے۔ اُمہات المؤمنین کو بھی آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ وہ مسلم خواتین کو دینی مسائل سے آگاہ کیا کریں۔ نبی کریم ﷺ (ایک مرتبہ مردوں کی صفوں سے عید کے موقع پر) نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو عید کا خطبہ نہیں سنا سکے، تو آپ نے انہیں علیحدہ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا۔ (۲۸) نبی ﷺ نے تعلیم نسواں کی خاطر ایک عورت کے ہاں تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا۔ پھر آپ وہاں تشریف لے گئے اور انہیں تعلیم دی۔ (۲۹)

۴۔ خواتین کی معاشرتی حیثیت:

جہاں تک عورت کے معاشرتی حقوق کا تعلق ہے نبوی احکامات کی بناء پر اسلامی ریاست عورتوں اور مردوں کے

درمیان کوئی فرق نہیں کرتی۔ چنانچہ بنیادی انسانی حقوق میں دونوں کی برابری کا خیال رکھا جاتا ہےاور عورت کے ان حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے لیے لازم ہے۔

حضرت عمرؓ اسلام کے حقوقِ نسواں کے لیے برپا کردہ انقلاب کے بارے میں لکھتے ہیں ” بخدا ہم دورِ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اوران کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا وہ کیا۔“ (۳۰)

سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنی بیوی سے کسی معاملہ میں مشورہ کر رہا تھا کہ میری بیوی نے کہا: ”اگر آپ یہ کر لیتے تو اچھا تھا“ تو میں نے غصے سے کہا: ”اس بات میں تیرا کیا کہ تو دین کی بات میں تکلف سے کام لیتی ہے۔“ تو وہ بولی اے ابن الخطاب! تعجب ہے اگر ہم نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ ناراض ہو گئے ہو؟ حالانکہ آپ کی بیٹی حفصہؓ نبیؐ کو جواب دے لیتی ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ اس پر پورا دن ناراض رہتے ہیں۔ تو یہ سن کر میں نے اپنی چادر لی اور سیدہ حفصہؓ کے پاس پہنچا اور اسے کہا بیٹی! کیا تم نبی ﷺ کو جواب دیتی ہو؟ تو اس نے کہا: ”ہاں اللہ کی قسم ہم جواب دیتی ہیں۔“ (۳۱)

اسلام میں مردوں کی قوامیت معاشرتی پہلو سے بھی اہم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (۳۲)
>
> مردوں کو عورتوں پر برتری اس لیے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

سید مودودی لکھتے ہیں

> مرد کو اللہ تعالیٰ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں۔ جو دوسری صنف عورتوں کو نہیں دیں یا اس سے کم دی ہیں۔ اس بناء پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوام ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اور عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی زندگی میں مرد کی حفاظت اور خبر گیری کے تحت رہنا چاہیے۔ (۳۳)

نبی ﷺ نے خواتین کو معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کے لیے بیوی کو سفر میں تنہا نہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ اسلام میں جہاد کی اہمیت اور فضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن نبی ﷺ نے سفر حج میں زوجہ کا ساتھ دینے کو جہاد پر ترجیح دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جارہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج پر چلے جاؤ۔" (۳۴)

نبیؐ نے معاشرے میں عورت کو عزت دی اور ان کی ذات کے بارے میں پیدا ہونے والے شک و شبہات کا سد باب فرمایا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ حضرت صفیہؓ نبی کریمؐ کے یہاں آئیں۔ آپ ﷺ اس وقت اعتکاف میں تھے۔ پھر جب وہ واپس ہونے لگیں تو آپ بھی ان کے ساتھ (تھوڑی دور تک انہیں چھوڑنے) آئے۔ (آتے ہوئے) ایک انصاری صحابیؓ نے آپ کو دیکھا۔ جب نبی کریم ﷺ کی نظران پر پڑی، تو فوراً آپ ﷺ نے انہیں بلایا، کہ سنو! یہ میری بیوی) صفیہؓ) ہیں۔ (اس کی وضاحت اس لیے ضروری سمجھی) کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے۔ (۳۵)

اسلام میں عورت کے شرم وحیاء کا خیال رکھا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے ایک خاتون کے شرم وحیاء اور معاشرتی وقار کے پیش نظر اس کے لیے دُعا فرمائی۔ بیماری پر صبر کرنے پر جنت کی خوشخبری سنائی۔ عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے، مجھ

سے سیدنا ابن عباسؓ نے کہا: کیا میں تجھ کو ایک جنتی عورت دکھلاؤں ؟ میں نے کہا: دکھلاؤ۔ انہوں نے کہا: یہ کالی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی: مجھے مرگی کا عارضہ ہے، اس حالت میں میرا بدن کھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کیجئیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو صبر کرتی ہے تو تیرے لیے جنت ہے اور جو تو کہے تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تجھ کو تندرست کر دے گا۔'' وہ بولی: میں صبر کرتی ہوں، پھر بولی: میرا بدن کھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئیے میرا بدن نہ کھلے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اس عورت کے لیے (چنانچہ اس کا بدن اس حالت میں ہرگز نہ کھلتا تھا۔) (۳۶) نبی ﷺ نے فرمایا الحیاء لا یاتی إلا بخیر، (۳۷) حیا صرف بھلائی ہی لاتی ہے۔

۵۔ نکاح وطلاق میں خواتین کے اختیارات:

عہد جاہلیت میں نکاح کی کوئی تعداد متعین نہ تھی۔ ابن عمیر بن قیس الاسدی سے روایت ہے کہ میں اسلام لایا اور میری آٹھ بیویاں تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں سے چار کو منتخب کر لو اور باقی کو چھوڑ دو۔ (۳۸) اسلام نے عورت کے نکاح میں جہاں ولی کو اس کے لیے بہتر کفو تلاش کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا وہاں عورت کو مجبور محض قرار نہیں دیا بلکہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح کی اجازت نہیں دی۔ (۳۹) اسلام میں بیوہ عورت کی عدت مقرر کی گئی۔ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر فوت ہوتا تو وہ عورت ایک کوٹھری میں داخل ہو جاتی۔ خراب اور بوسیدہ کپڑے پہن لیتی۔ وہ نہ خوشبو لگاتی اور نہ کوئی چیز لگاتی۔ یہاں تک کہ ایک سال گزار جاتا۔ تو پھر اس کے پاس ایک جانور گدھا یا بکری لایا جاتا یا پرندہ وہ عورت اس جانور کو اپنے جسم سے لگاتی۔ اتفاقاً ایسا ہوتا ہے کہ یہ جانور زندہ رہتا یا مر جاتا۔ اس کے بعد اس عورت کو مینگنی دی جاتی وہ عورت مینگنی چھینکتی پھر عدت سے نکلتی۔ اب وہ عورت جو دل کرے خوشبو استعمال کر سکتی تھی۔ (۴۰) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا: اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر مر گیا ہے، اور اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں، کیا ہم اس کو سرمہ لگا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں دو یا تین مرتبہ اس عورت نے آپ سے پوچھا اور آپ نے ہر بار فرمایا: نہیں، پھر آپ نے فرمایا: " (اب تو اسلام میں عدت چار ماہ دس دن ہے، حالانکہ جاہلیت میں تم میں سے فوت شدہ شوہر والی بیوہ عورت سال بھر کے بعد اونٹ کی مینگنی چھینکتی تھی۔ (۴۱) یعنی بیوہ عورت عدت تک خوشبو سے پرہیز کرے گی۔

اگر مرد کو حقِ طلاق دیا تو عورت کو بھی ناگزیر حالت میں خلع کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (۴۲) مرد کے حقِ طلاق کو تین تک محدود کر دیا تاکہ مرد عورت کی زندگی کو کھلواڑ نہ بنا سکے۔ ''اگر مرد تین طلاق دے گا تو حرام ہو گی جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔'' (۴۳)

مسٹر N.L.COULSEN لکھتے ہیں " بلا شبہ عورتوں کی حیثیت کے معاملہ میں خاص طور پر شادی شدہ عورتوں کے معاملہ میں قرآنی قوانین افضلیت کا مقام رکھتے ہیں، نکاح اور طلاق کے قوانین کثیر تعداد میں ہیں جن کا عمومی مقصد عورتوں کی حیثیت میں بہتری لانا ہے اور وہ عربوں کے قوانین میں انقلاب انگیز تبدیلی کے مظہر ہیں۔۔۔ اسے قانونی شخصیت عطا کی گئی جو اسے پہلے حاصل نہیں تھی، طلاق کے قوانین میں قرآن نے سب سے بڑی تبدیلی جو کی ہے وہ عدت کو اس میں شامل کرنا ہے۔" (۴۴)

انسائیکلو پیڈیا مذہب اور اخلاق کا مقالہ نگار لکھتا ہے'' پیغمبر اسلام نے یقیناً عورت کا درجہ اس سے بلند کیا جو اسے قدیم عرب میں حاصل تھا خصوصی طور پر عورت متوفی شوہر کے ترکہ کا جانور نہیں رہی بلکہ خود ترکہ پانے کی حقدار ہو گئی ایک آزاد فرد کی طرح اسے دوبارہ شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ طلاق کی صورت میں شوہر پر یہ واجب ہو گیا کہ وہ اسے سب چیزیں دیدے جو اسے شادی کے وقت ملی تھیں۔" (۴۵)

۶۔ عائلی زندگی میں ازواج کے ساتھ حسن سلوک:

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے تعلق کو خوبصورت بنیادوں پر استوار کرتے ہوئے ایک دوسرے کا لباس قرار دیتے ہوئے فرمایا: ((هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ) ۔(۴۶) نبی ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ عمدہ برتاؤ فرماتے تھے۔ ارشادِ رسول اللہ ﷺ ہے:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ النِّسَاءُ وَ الطِّیْبُ وِ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَاةِ(۴۷)

تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے بیویاں اور خوشبو پسندیدہ ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُمَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّا لِحَةُ (۴۸)

دنیا ایک نفع کا سامان ہے لیکن دنیا کا بہترین سامان نیک و صالح بیوی ہے۔

نبی ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ دوستانہ برتاؤ فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکاح و رخصتی کے بعد وہ گڑیا سے کھیلا کرتی تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کو کھیلنے سے کبھی منع نہیں فرمایا۔(۴۹) نبی ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ شگفتگی سے پیش آتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی تو پیدل دوڑ میں حضور ﷺ کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی، اس کے بعد جب (موٹاپے) سے میرا جسم بھاری ہو گیا تو (اس زمانے میں بھی ایک دفعہ) ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے، اس وقت آپ نے فرمایا: یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہو گیا۔(۵۰) حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے یہ منظر دیکھا ہے کہ (ایک روز) حبشی نابالغ لڑکے مسجد میں نیزہ بازی کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ ان کا کھیل دکھانے کے لیے میرے لیے اپنی چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا) اور میں خود ہی لوٹ آئی۔(۵۱) ازواج مطہرات نبی ﷺ سے ناراضگی کا بھی اظہار فرماتیں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو دونوں حالتوں کا علم مجھے ہو جاتا ہے، حضرت عائشہ نے پوچھا کہ: یارسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو "لا وربّ محمد" (محمد کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو "لا ورب ابراهیم" (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں؛ بلکہ حضرت ابراہیم کا نام لیتی ہو، حضرت عائشہ نے فرمایا: (یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں) نام کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتی۔(۵۲)

نبی ﷺ ازواج مطہرات کو اپنی ذات پر بھی ترجیح دیتے۔ غزوہ بنو لحیان میں جو ۶ ھ میں ہوا عسفان سے واپس ہوتے نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ نے سواری پر پیچھے اُم المؤمنین حضرت صفیہ بنت حییؓ کو بٹھایا تھا۔ اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں گر گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابو طلحہؓ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور کہا، یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کچھ چوٹ تو نہیں لگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے عورت کی خبر لو۔" ابو طلحہؓ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر حضرت صفیہؓ کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں کی سواری درست کی، جب آپ سوار ہو گئے تو ہم آپ ﷺ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔(۵۳)

نبی ﷺ گھر کے کاموں میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹا دیتے اور اس میں عار محسوس نہ فرماتے تھے۔ اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا: رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو کیا کرتے

تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مشغول ہو جاتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہو جاتا تو کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے تھے۔ (۵۴) نبی ﷺ خواتین کے ساتھ عمدگی سے پیش آتے اور مسلمانوں کو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اِسْتَوصُوْا بِا النِّسَاءِ خَیْراً، فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ أ عْوَجَ ، وَ إِنَّ أَعْوَجَ شَیْ ءٍ فِی الضِّلْعِ أعْلَاہُ ،فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہُ کَسْرَتَہُ، وَ اِنْ تَرَکْتَہُ لَمْ یَزَلْ أعْوَجُ،فَاسْتَوْ صُوْا بِا لنِّسَاءِ خَیْراً. (۵۵)

عورتوں سے خیر خواہی کیا کرو کیونکہ عورت کی پیدائش سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سے کی گئی ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے اور تو عورت کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ دے گا۔ اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، اس لیے عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کیا کرو۔

تحفۃ العروس کے مصنف نے اس حدیث کی تعلیق میں کہا ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ عورتوں سے نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے اور ان کی طبائع کے اختلاف کے باوجود ان سے کسی قسم کی اخلاقی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ایسا معاملہ کرنے سے ان کی جدائی کا راستہ ہموار ہوگا۔ (۵۶)

عائلی زندگی میں اس کے ساتھ حسن معاشرت کی تاکید فرمائی اور اچھے شخص کا لقب اسے دیا جو گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو۔ وہ عورت جسے حقارت و نفرت کی تند نظروں سے چھلنی کیا جاتا تھا اسے نازک آبگینہ قرار دیتے ہوئے بڑی نرمی اور حفاظت سے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا((ویحک یَا اَ نجشہ رُوَیدَ کَ بِالقَوَارِیرِ ،ترجمہ: اے انجشہ سواری کو آہستہ چلاؤ اس پر نازک آبگینے سوار ہیں))۔ (۵۷)

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی حد بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

اَنْ تُطْعِمُھَا إِذَا طَعِمْتَ،وَتَکْسُوھَا إِذَا اکْتَسیْتَ،وَلَا تَضْرِبْ الوَجْہَ،وَلَا تُقَبّحُ، وَلَا تَھْجُرُ إِلَّا فِي الْبَیْتِ (۵۸)

جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب خود لباس پہنو اس کو بھی پہناؤ اور چہرے پر نہ مارا کرو اور انہیں برا بھلا بھی نہ کہا کرو اور ان کو گھر کے سوا کسی جگہ چھوڑ کر نہ جاؤ۔

''لَا تُقَبّحْ'' یعنی اس کو ناگوار اور ناشائستہ بات نہ کہہ اور بیوی کو گالیاں نہ دے۔ نبی ﷺ کی ان ہدایات سے یہ بات سمجھ آتی ہے عورت کی شخصیت کا خیال رکھا جائے۔ اس کی توہین کے لیے نازیبا الفاظ نہ کہے جائیں۔

ایک موقع پر کچھ عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں تو آپ نے ایسے مردوں کی بابت فرمایا: ان لوگوں کو تم اپنے میں بہتر نہیں پاؤ گے۔ (۵۹) مردوں کو عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی تو ساتھ ہی ساتھ عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ خیر بن کر رہنے کا حکم دیا گیا۔

نبی ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں جن کے ساتھ آپ حسن سلوک سے پیش آتے۔ عصر حاضر میں مردوں سے ایک زوجہ کے حقوق کی ادائیگی اور ان کا نان و نفقہ بوجھ بن چکا ہے۔ خواتین کے حقوق کے عدم ادائیگی کی وجہ سے گھروں کا سکون برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر اسوہ حسنہ کی روشنی میں عائلی معاملات کو درست کیا جائے تو گھر جنت کا نمونہ بن سکتے ہیں۔

۷۔ خواتین کے معاشی حقوق:

عورت کو چونکہ گھر کے دائرہ کار کی امین بنایا گیا اس لیے اس کی معاشی ضرورتوں کا بار ان کندھوں پر ڈالا گیا جو بطور ولی اس کے ذمہ دار تھے۔ اسلام نے عورت کو معاشی سربلندی عطا کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا کیونکہ کسی کی شخصیت کو بھر

پورو جود دینے کے لیے مالی غلامی سے آزادی ضروری ہے۔جس سر پر کسی اور کی دستار بندھی ہو وہ اپنے فیصلوں میں کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔اسلام نے اس کا نفقہ اس کے والد کے ذمہ قرار دیا اور شادی کے بعد اس کے شوہر کو کفیل قرار دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (۶۰)

مردوں کو عورتوں پر برتری اس لیے اس لئے کہ اللہ تعالی نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اس حوالے سے عبدالرحمٰن اشرفی لکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرے میں عورت کی معاشی ذمہ داری مردوں پر عائد کی گئی ہے۔ عورت اپنی خلقت اور فطرت کے اعتبار سے اپنے مصارف خود کما کر پیدا کرنے کی متحمل نہیں ہے اور نہ ہی مردوں کی طرح محنت مزدوری کے لیے بازاروں اور دفاتر کے چکر لگا سکتی ہے۔ عورت کو نسل بڑھانے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔(۶۱)

اگرچہ عورت کی اولین ذمہ داری گھر کی دیکھ بھال ہے۔ تاہم عورت معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا - وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ - وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۶۲)

مردوں کے لیے وہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے وہ ہے جو اُنھوں نے کمایا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

اس آیت سے یہ بھی بتادیا کہ دولت کمانے کا حق جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے۔ مرد بھی اپنی کمائی ہوئی دولت کا مالک ہوتا ہے۔اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے اور اس سے استفادہ کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں۔ اس ارشاد گرامی سے مرد و زن میں جو بے جا تفریق صدیوں سے قائم تھی اس کا قلع قمع کر دیا۔(۶۳)

عورتوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ معاشی دوڑ دھوپ میں مردوں کے ساتھ حصہ لینے کی ترغیبات حدیث نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ دباغت کا کام کرتی تھیں۔(۶۴) حضرت زینب زوجہ عبداللہ ابن مسعودؓ گھریلو دستکاریوں سے واقف تھیں۔ نبی ﷺ سے شوہر، بچوں اور اپنے بھتیجے پر خرچ کرنے کے بارے میں سوال کرنے پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں دوہرے اجر وثواب (ایک صدقہ کا اجر اور دوسرا رشتہ داروں سے حسن سلوک کا) کی خوشخبری فرمائی۔(۶۵)

اسلام نے عورت کو حق وراثت بھی دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا (۶۶)

جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت۔اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی یہ حصے (خدا کے) مقرر کئے ہوئے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہ ہوتا تھا اور نہ بچوں کو وراثت میں شریک کیا جاتا بلکہ

وراثت کا حق ان مردوں کے لیے تھا جو لڑائی وغیرہ میں حصہ لیتے، مال غنیمت لاتے اور گھوڑوں پر سوار ہونے کے قابل تھے۔ سید مودودی لکھتے ہیں کہ:

> عربوں میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے ویسے ہی محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظریہ اس باب میں یہ تھا کہ میراث کا حق صرف مردوں کو پہنچتا ہے جو لڑنے اور کنبے کی حفاظت کے قابل ہوں۔(۶۷)

وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت اور رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے بیٹی کو نہ صرف احترام و عزت کا مقام عطا کیا بلکہ اسے وراثت کا حقدار بھی ٹھہرایا۔(۶۸) قرآن حکیم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی اور سماجی درجات کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ بطور بہن عورت کو وراثت کا حق بھی دیا۔(۶۹)

خلاصۂ بحث:

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے خواتین کو معاشرے میں باعزت مقام و مرتبہ عطا کیا، ان کے حقوق متعین کیے، ان کے لیے چند حدود مقرر کیں اور بعض امور میں رخصت عنایت فرمائی جن کی بدولت خواتین معاشرے میں پرسکون زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ تمام مسلمانوں کا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ خواتین کے عزت و وقار کا خیال رکھیں، ان کے حقوق کی ادائیگی میں رب تعالیٰ سے ڈریں اور ان کے حقوق پامال نہ کریں۔ حضور اقدس ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے، اور عورت کو شریعت کے دائرے میں آزادی و اختیار دے کر حسن معاشرت کو قائم کیا جا سکتا ہے۔ جائز حدود کے اندر عورت کی معاشی آزادی سے اسلامی ریاست کی معیشت ان کی ذہنی اور علمی قابلیت سے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ خواتین معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہیں کیونکہ خواتین بہترین انتظامی اور معاشی امور سرانجام دینے کی صلاحیتیں رکھتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) لوئس معلوف، المنجد، کراچی: دارالاشاعت، ص۲۰۹

(۲) الراغب اصفہانی، ابوالقاسم، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، ص۱۱۸

(۳) الانعام ۶:۱۵۱

(۴) طٰہٰ ۲۰:۴۴

(۵) النساء ۴:۵

(۶) النحل ۱۶:۹۰

(۷) ابوالحسن علی ندوی، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، کراچی: مجلس نشریات اسلام، ص۳۸-۳۹

(۸) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ح:۵۹۷۱

(۹) ایضاً، باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته، ح:۵۹۹۵

(۱۰) النسائی، السنن، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، ح:۳۳۹۱

(۱۱) ابوداؤد، السنن، کتاب الطهارة، باب الرجل یجد البلة في منامه، ح:۲۳۶

(۱۲) النساء ۱:۴

(۱۳) امین احسن اصلاحی، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، لاہور: فاران فاؤنڈیشن، ص۸۹

(۱۴) ثریا بتول علوی، اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، ، لاہور: زاویہ پبلشرز، ۱۹۹۳ء، ص ۳۰
(۱۵) الحجرات ۴۹: ۱۳
(۱۶) النحل ۱۶: ۹۷
(۱۷) النحل ۱۶: ۵۸-۵۹
(۱۸) محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظھری، حیدر آباد (دکن): مجلس الشاعۃ العلوم الکائن، ج: ۵(۲)، ص ۲۶
(۱۹) الترمذی، الجامع، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقات علی البنات، ح: ۱۹۱۵
(۲۰) آلِ عمران ۳: ۱۹۵
(۲۱) ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، ابوالفداء، عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم، دار لفکر، ج: ۱، ص ۴۴۱
(۲۲) اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، ص ۶۷
(۲۳) الاحزاب ۳۳: ۳۵
(۲۴) الترمذی، الجامع، ابواب تفسیرالقران، باب سورة الاحزاب، ح: ۳۲۱۱
(۲۵) تفسیر القران العظیم، ج: ۳، ص ۴۸۷
(۲۶) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد و السیر، باب جهاد النساء، ح: ۲۸۷۵
(۲۷) ایضاً، باب فضل من أسلم من اهل الکتابین، ح: ۲۸۴۹
(۲۸) ایضاً، کتاب العلم، باب----، ح: ۹۸
(۲۹) ایضاً، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب تعلیم النبی صلّی الله علیه وسلّم امته من الرجال والنسآء مما علّمه الله لیس براي ولاتمثیل، ح: ۷۳۱۰
(۳۰) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء و تخییرهن، ح: ۳۶۹۲
(۳۱) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب تبتغی مرضات ازواجک، ح: ۴۹۱۳
(۳۲) النساء ۴: ۳۴
(۳۳) مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، ۲۰۰۵ء، ج: ۱، ص: ۳۴۹
(۳۴) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد، باب کتابة الإمام الناس، ح: ۳۰۶۱
(۳۵) ایضاً، کتاب الاعتکاف، باب هل یدرا المعتکف عن نفسه، ح: ۲۰۳۹
(۳۶) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصله والاداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض، ح: ۶۵۷۱
(۳۷) ایضاً، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، ح: ۱۵۶
(۳۸) ابوداؤد، السنن، کتاب الطلاق، باب فی من اسلم وعنده نساء أکثرمن أربع أو أختان، ح: ۲۲۴۱
(۳۹) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب لا ینکح لاب وغیره البکر و الثیب الا لرضاهما، ح: ۵۱۳۶
(۴۰) ایضاً، باب احداد المتوفی عنها زوجها، ح: ۲۲۹۹
(۴۱) الترمذی، ابواب الطلاق واللعان عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی عده المتوفی عنها زوجها، ح: ۱۱۹۷
(۴۲) البقرة ۲: ۲۲۹
(۴۳) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب من قال لامراته أنت علی حرام، ح: ۵۲۶۴

(۴۴)A History of Islamic Law, (Edinburg 1971),p.14

(۴۵) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس، نیو یارک، ۱۹۱۴ء، ص ۷۱

(۴۶) البقرۃ ۲: ۱۸۷

(۴۷) النسائی،السنن ،کتاب عشرۃ النساء،باب حب النساء،ح:۳۳۹۱

(۴۸) مسلم،الجامع الصحیح ،کتاب الرضاع،باب خیر متاع الدنیا المرأ ۃ الصالحۃ،ح:۳۶۴۹

(۴۹) البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الادب ، باب الانبساط الی النّاس،ح:۶۱۳۰

(۵۰) ابوداؤد،السنن، کتاب الجہاد، باب فی السبق علی الرجل،ح:۲۵۷۸

(۵۱) مسلم،الجامع الصحیح،کتاب صلاۃ العیدین، باب الرخصۃ فی اللعب الذي لا معصیۃ فیه، فی ایام العید: ح: ۲۰۶۴

(۵۲) البخاری،الجامع، کتاب الأدب ،باب مایجوز من الھجران لمن عصی،ح: ۶۰۷۸

(۵۳) ایضاً، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یقول اذارجع من الغزو،ح:۳۰۸۵

(۵۴) الترمذی، السنن،ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب فضل کل قریب حین سھل،ح: ۲۴۸۹

(۵۵) البخاری،الجامع الصحیح ،کتاب احادیث الانبیاء،باب خلق أدم وذریته،ح:۳۳۳۱

(۵۶) محمود مہدی استانبولی، (ترجمہ ابو یاسر اجمل)، تحفۃ العروس، لاہور: دارالاندلس، ص ۲۵۵

(۵۷) البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الادب،باب ماجاء في قول الرجل: ویدک،ح ۶۱۶۱

(۵۸) ابوداؤد،السنن،کتاب النکاح،باب فی حق المرأۃ علی زوجھا،ح: ۲۱۴۲

(۵۹) ابن ماجہ،السنن، کتاب النکاح، باب ضرب النساء،ح: ۱۹۸۵

(۶۰) النساء ۴: ۳۴

(۶۱) عبدالرحمٰن اشرفی، تفسیر نکات القرآن، ص ۵۳۰

(۶۲) النساء ۴: ۳۲

(۶۳) پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، لاہور: ، ضیاء القرآن پبلی کیشن ۱۹۹۵ء، ج:۱، ص ۳۴۰

(۶۴) ابن حجر، احمد بن علی بن محمد، ابو الفضل، شہاب الدین، العسقلانی ،الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، بیروت (لبنان): دارالمعرفۃ، ۲۰۰۴ء، ج: ۴، ص ۲۴۸۵

(۶۵) ابن ماجہ،السنن، ابواب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی ذي قرابۃ،ح: ۱۸۳۵

(۶۶) النساء ۷: ۴

(۶۷) مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالم، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ج: ۱، ص ۵۹

(۶۸) النساء ۴: ۱۱

(۶۹) النساء ۴: ۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆